مسائلِ معراج
تصنیف لطیف:۔
اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا بریلوی
قدس سرہ العزیز
ALAHAZRAT NETWORK
اعلٰحضرت نیٹ ورک
ALAHAZRAT NETWORK
اعلٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مسئلہ از گڑھی اختیار خاں تحصیل خان پور ریاست بہاولپور مرسلہ جناب مولوی محمد یار صاحب واعظ ۹ شعبان المعظم ۱۳۳۳ھ

قبلہ معتقدین دام ظلہم۔ از خاکسار محمد یار مشتاق دیدار، بعد نیاز۔ شب معراج آپ کا قصیدہ معراجیہ پڑھا گیا۔ جس پر وہابیوں نے دولہا، دولھن کے متعلق شور اٹھایا کہ اللہ جل جلالہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ان الفاظ کا استعمال کرنا موجب کفر ہے شب برأت کو یہاں (گڑھی اختیار خاں) میں ان الفاظ کے متعلق وہابیوں کی طرف سے میرے ساتھ ایک طویل بحث ہونے والی ہے ؎

لے مجد دامن بے سر و ساماں مدد ے
قبلۂ دیں مدد ے کعبۂ ایماں مدد ے

ضرور مہربانی فرما کر دلائل قاطعہ سے اس تشبیہ کا ثبوت، مدلل کر کے اسی ہفتہ میں بھیج کر مسلمانان اہلسنت وجماعت کو عزت بخشی۔ حضور پر فرض بھی جاری ہے یہ فی سبیل اللہ لصدقہ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کام کو سب کاموں پر مقدم فرما کر وہ تحریر فرمادیں کہ موجب اطمینان اہل اسلام ہو۔

الجواب

اللہ عزوجل نے وہابیہ کی قسمت میں کفر لکھا ہے۔ انھیں ہر جگہ کفر ہی کفر سوجھتا ہے۔ قصیدۂ مذکورہ میں دو جگہ دولھن کا لفظ ہے اور چار جگہ دولھا کا۔ وہ اشعار یہ ہیں ؎

نئی دولھن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے ایک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دولھا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذات بحت سے تھے

دولھن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیوں کر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولھا بنا رہے تھے

بچا جو تلووں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ روغن
جنھوں نے دولھا کی پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولھا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

اس میں کون سی جگہ اللہ عزوجل کو معاذ اللہ دولھن یا دولھا

کہا گیا ہے۔ ولکن الوھابیۃ قوم یفترون۔

وہابیہ کی بنائے مذہب کذب وافترا ہے۔ اور کیوں کر نہ ہو کہ ان کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی نے اپنے معبود کے لیے جھوٹا ہونا روا رکھا ہے[1] اور شیطنت کی بنی رکھنے کے لیے جھوٹ سے بچنا ہے۔ اب اگر یہ بھی جھوٹ سے بچیں تو عابد و معبود برابر ہو جائیں۔ اس لئے ان کے دین میں نماز سے بھی بڑھ کر فرض ہوا کہ جھوٹ بکا کریں کہ کسی طرح اپنے ساختہ معبود سے تو کم رہیں۔ ضعف الطالب والمطلوب بئس المولٰی وبئس العشیر۔

شعر اول میں تو دولہن کسی کو بھی نہ کہا۔ اپنے معنی حقیقی پر ہے۔ زینت کعبہ کو کوئی دولہن کی زیبائش سے تشبیہ دی ہے جس طرح ان حدیثوں میں جنت کی جنبش سرور کو دولہن کی نازش سے۔

خطیب نے تاریخ بغداد میں عقبہ بن عامر جہنی، اور طبرانی نے معجم اوسط میں عقبہ اور انس دونوں اور ازدی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جب جنت کو دونوں شہزادے امام حسن و امام حسین علی جدہما الکریم وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کا اسمیں تشریف معلوم ہوا۔ ماست الجنۃ میسا کما تمیس العروس۔ جنت

---

[1] رسالہ یکروزی مصنفہ اسمٰعیل دہلوی ص ۱۴۵ [2] بزرگی۔

خوشی میں جھومنے لگی جیسے نئی دولھن زحمت سے جھومے۔

شعر سوم میں کعبۂ معظمہ کو دولھن کہا اور مکان آراستہ کو دولھن کہنا محاورۂ صحیح شائع ہے[1]۔

امام احمد مسند میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ عسقلان احدی العروسین یبعث منہا یوم القیمۃ سبعون الفا لاحساب علیہم۔ عسقلان[2] دو دلہنوں میں کی ایک ہے۔ روز قیامت اس میں سے ستر ہزار، ایسے اٹھیں گے جن پر حساب نہیں۔

مسند الفردوس میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

طوبیٰ لمن اسکنہ اللہ تعالیٰ احدی العروسین عسقلان اوغزۃ۔	شادمانی ہے اسے جس کو اللہ تعالیٰ دو دلہنوں میں سے ایک میں بسائے عسقلان یا غزہ۔

باقی چار اشعار میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دولھا کہا ہے۔ اور وہ بیشک تمام سلطنت الٰہی کے دولھا ہیں۔

امام احمد قسطلانی، مواہب لدنیہ شریف میں نقل فرماتے ہیں:۔

ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے،

---

[1] مشہور۔ [2] ایک شہر کا نام۔

رأى صورة ذاته المباركة في الملكوت فاذا هو عروس المملكة۔ — شب معراج عالم ملکوت میں اپنی ذات مبارک کی تصویر ملاحظہ فرمائی تو دیکھا کہ حضور تمام سلطنت الٰہی کے دولھا ہیں۔

دلائل الخیرات شریف میں ہے:

اللّٰهم صل على محمد بحر انوارك ومعدن اسرارك ولسان حجتك وعروس مملكتك — الٰہی درود بھیج محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور آپ کی آل پر جو تیرے انوار کے دریا اور تیرے اسرار کے معدن اور تیری حجت کی زبان اور تیری سلطنت کے دولھا ہیں۔

علامہ محمد فاسی اس کی شرح "مطالع المسرات" میں فرماتے ہیں:

مملكتك هو موضع الملك شبهه بمجتمع العرس وما فيه من الاحتفال والتناهي في النضح والتأنق في محسناته وترتيب اموره وكونه جديدًا طريًّا واهله في فرح وسرور ونعمة وحبور فرحين بعروسهم راضين به محبين مكرمين له مرتمرين لامره متنعمين به — اس عبارت سراپا بشارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد ابن سلیمان جزولی قدس سرہ الشریف نے اس درود مبارک میں سلطنت کو برات کے مجمع سے تشبیہ دی کہ اس میں کیسا اجتماع ہوتا ہے۔ اور اس کی آرائش انتہا کو پہنچائی جاتی ہیں۔ سب کام قرینے سے ہوتے ہیں۔ ہر چیز نئی اور خوش آیند۔ لوگ دولھا پر شاد و فرحان اسے چاہنے والے

بانواع المشتہیات مبدین نبات
اللازم الذی ھو العروس و
المعھود تشبیہ مجتمع العرس
بالمملکۃ وعکس التشبیہ ھنا
لاقتضاء المقام اذ المقصود انّ
سرّ المملکۃ ونکتتھا ومعناھا
الذی لاجلہ کانت ھو المصطفٰی
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما انّ
سرّ مجتمع العرس ونکتتہ
ومعناہ الذی لاجلہ کان ھو
العروس والمصطفٰی صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم ھو الانسان
الکبیر الذی ھو الخلیفۃ علی
الاطلاق فی الملک والملکوت
قد خلعت علیہ اسرار الاسماء
والصفات ومکّن من التصرف
فی البسائط والمرکبات والعروس
حاکم بشأنہ شأن السلطان

اس کی تعظیم و اطاعت میں مصروف
اس کے ساتھ قسم قسم کی من مانی نعمتیں
پاتے ہوئے۔ اور عادت یوں ہے
کہ برات کے مجمع کو سلطنت سے تشبیہ
دیتے ہیں۔ یہاں اس کا عکس کیا گیا
جائے کہ جس طرح برات کے مجمع کا مغز
دلہن دولہا ہوتا ہے یونہی تمام
سلطنتِ الٰہی کے وجود کا سبب اور اس
کے اصل و راز و مغز و معنی صرف مصطفٰے
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں
فقط دولہا کے دم کے ساتھ ساری برات ہے
اس لئے کہ حضور تمام ملک و ملکوت پر
اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں جن کو رب
عزوجل نے اپنے اسماء و صفات کے اسرار
کا خلعت پہنایا۔ اور ہر مفرد و مرکب
میں تصرف کا اختیار دیا۔
دولہا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے۔
اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے۔

فی نفوذ الامر فخدمۃ الجمیع له وقیام عنهم لشانه و وجدانه مایجب ویشتهی مع الراحۃ و اصحابه فی مونته وتحت انعامه فتم التشبیہ وتمکنت الاستعارۃ۔	سب اس کی خدمت کرتے اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے۔ جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے چین میں ہوتا ہے اور سب براتی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں۔

یوں ہی مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم میں بادشاہ حقیقی عزوجل کی شان دکھاتے ہیں۔ تمام جہان میں ان کا حکم نافذ ہے۔ سب ان کے خدمتگار زیر فرمان ہیں۔ جو وہ چاہتے ہیں اللہ عزوجل موجود کر دیتا ہے۔ "اریٰ ربک یسارع فی ہواک" صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں: میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔

تمام جہان حضور کے صدقے میں حضور کا دیا کھاتا ہے کہ انما انا قاسم واللہ معطی۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر نعمت کا دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں ہوں۔ یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام سلطنت الٰہی کے دولہا ٹھہرے۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

ان تقریرات سے واضح ہوا کہ ان معانی پر دلھن، دولھا، زوج و زوجہ کی طرح ہم مفہوم و متضائف[1] نہیں جس قلان وغیرہ کو حدیث نے دلھنیں فرمایا۔ دولھا کون ہے؟

بیہقی شعب الایمان امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لکل شیٔ عروس وعروس القرآن الرحمٰن۔	ہر شے کی جنس میں ایک دولھن ہوتی ہے اور قرآن عظیم میں سورۃ الرحمٰن دلھن ہے۔

یہاں کسے دولھا ٹھہرائیے گا۔؟

تصیدے سے وہ مہمل وملعون خیال پیدا کرنا کسی ایسے ہی کا کام ہوگا مگر حدیثیں تو اس سے بڑھ کر اوہام باطلہ والوں پر قہر ڈھائیں گی۔

حاکم صحیح مستدرک اور امام الائمہ ابن خزیمہ اپنی صحیح اور بیہقی بر سنن میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ان اللہ تعالیٰ یبعث الایام یوم القیمۃ علی ھیأتھا ویبعث یوم الجمعۃ زھراء منیرۃ اھلھا یحفون بھا کالعروس تھدی الی کریمھا۔	بیشک اللہ عزوجل قیامت کے دن بہت دنوں کو ان کی شکل پر اٹھائے گا اور جمعہ کو چمکتا روشنی دیتا جمعہ پڑھنے والے اس کے گرد جھرمٹ کئے ہوئے جیسے نئی دولھن کو اس کے گرامی شوہر کے یہاں

[1] یعنی ایک کا سمجھنا دوسرے کے سمجھنے پر موقوف نہیں۔

رُخصت کرکے لے جاتے ہیں۔

امام اجل ابوطالب کی "قوت القلوب" اور امام حجۃ الاسلام محمد غزالی
احیاء میں فرماتے ہیں :-

قال محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان الکعبۃ تحشر کالعروس المزفوفۃ (قال الشارح الی بعلھا) وکل من حجھا یتعلق باستارھا یسعون حولھا حتی تدخل الجنۃ فیدخلون معھا۔

یعنی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ [وسلم] نے فرمایا بیشک کعبہ روز قیامت یوں [لایا] جائے گا جیسے شب زفاف دولھن دولھا کی طرف لے جاتے ہیں۔ تمام اہلسنت جنھوں نے حج مقبول کیا ا[س] کے پردوں سے لپٹے ہوئے اس کے [گرد] دوڑتے ہونگے یہانتک کہ کعبہ اور ا[ن] کے ساتھ یہ سب داخل جنت ہونگے

نہایہ امام ابن الاثیر میں ہے :-

منہ الحدیث یزف علی بینی و بین ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام الی الجنۃ ان کسرت الزای فمعناہ یسرع من زف فی مشیتہ وازف اذا اسرع وان فتحت فھو من زففت العروس ازفھا اذا

یعنی اسی باب سے ہے یہ حدیث، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مرتضٰے میرے اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیچ جنت کی طرف خوش خوش تیز چلیں گے یا یہ اور ان کے بیچ میں جنت کی طرف بھیجے

امدیتھا الیٰ زوجھا۔	یوں لے جائیں گے جیسے نئی دولھن کو دولھا کے یہاں لے جاتے ہیں۔

امام اجل ابن المبارک و ابن ابی الدنیا، ابوالشیخ اور ابن النجّار کتاب الدرالثمینہ فی تاریخ المدینہ میں کعب احبار سے راوی کہ انھوں نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے سامنے بیان کیا۔ اور کتاب التذکرہ میں امام ابوعبداللہ محمد قرطبی کے لفظ یہ ہیں کہ:۔

روی ابن المبارک عن عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا انھا قالت ذکروا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وکعب الاحبار حاضر۔ فقال کعب الاحبار۔	یعنی امام ابن المبارک نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر پاک تھا اور اس وقت کعب احبار حاضر تھے تو کعب نے کہا:۔

ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کر مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا طواف کرتے اور اس کے گرد حاضر رہ کر صلٰوۃ وسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ یوں ہی ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں

حتی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفا من الملٰئکۃ یزفونہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔	جب حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مزار مبارک سے روز قیامت اٹھیں گے۔ ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے جو حضور کو بارگاہ رب العزت میں یوں

لے چلیں گے جیسے نئی دولھن کو کمال اعزاز
و فرحت و سرور و راحت و آرام و تزک و
اہتمام کے ساتھ دولھا کی طرف لے جاتے ہیں۔

مجمع بحار الانوار میں بعلامت ط، علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ سے بعد ذکر
حدیث علی مثل عبارت مذکورہ نہایہ ہے:۔

ومنہ فی الوجہین فی سبعین الفا من الملئکۃ یزفونہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم۔	اور انھیں سے دونوں صورتوں میں ہے کہ ستر ہزار فرشتے حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو خوش خوش لے جائیں گے۔ (مترجم)

شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ مدارج میں اسی حدیث کے ترجمہ
میں فرماتے ہیں:۔

چوں مبعوث می گردد از قبر شریف بیروں می آید میان فرشتگاں زفاف می کنند اورا۔ و زفاف در اصل بمعنی بردن عروس بخانۂ زوج و مراد ایں جا لازم معنی است کہ بردن محبوب است پیش محب یعنی بردن آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم بدرگاہ عزت۔	جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھائے جائیں گے قبر شریف سے باہر آئیں گے یہ فرشتے آپ کو رخصت کریں گے۔ زفاف کے معنی اصل میں دولھن کو شوہر کے گھر لے جانا ہے (جس کو اردو میں رخصت، کہتے ہیں) یہاں اس سے لازمی معنی مراد ہیں یعنی محبوب کو محب کے پاس لے جانا

یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بارگاہ
رب العزت میں لے جانا (مترجم)

اب وہابیہ بولیں کس کس کو کافر کہیں گے مگر ان کو اس پر تنبیہ بیکار ان کے اصل مذہب کی بنا ہی اس پر ہے کہ اللہ و رسول تک کو معاذ اللہ مشرک بناتے ہیں پھر اور کسی کی کیا گنتی۔

ان کے امام نے تقویت الایمان میں صاف لکھدیا کہ جو کہے اللہ و رسول نے دولتمند کر دیا وہ مشرک ہے حالانکہ بعینہٖ یہ کلمہ خود اللہ عزوجل و سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے قرآن عظیم و حدیث صحیح میں فرمایا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

وما نقموا الا ان اغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ [1]	اور انھیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ و رسول نے انھیں دولتمند کر دیا اپنے فضل سے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

وما ینقم ابن جمیل الا انہ کان فقیرا فاغناہ اللہ ورسولہ	ابن جمیل کو کیا برا لگا آخر یہی کہ وہ محتاج تھا اللہ و رسول نے اسکو دولتمند کر دیا۔

مسلمان دیکھیں! کہ وہ بات جو اللہ جل وعلا نے فرمائی اللہ کے

[1] سورہ توبہ رکوع ۱۰ آیت

رسول کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی۔ وہابیہ کا امام منہ بھر کر کہہ رہا ہے کہ "جو ایسا کہے مشرک ہے"۔

پھر بھلا جس مذہب میں اللہ و رسول تک معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اس سے مسلمانوں کو کافر کہنے کی کیا شکایت۔

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ و

سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ و

اللہ تعالےٰ اعلم۔

مسئلہ

از اجین ریاست گوالیار مرسلہ جناب محمد یعقوب علی خاں صاحب

۱۷ ربیع الآخر

کیا فرماتے ہیں علمائے حق الیقین اور مفتیان پابند شرع متین، اس مسئلہ میں کہ عبارت نظم "شام ازل" اور "صبح ابد" سے بیٹھ جانا براق کا وقت سواری حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ثابت ہے۔

"مقولۂ جبریل علیہ السلام"

نظم

مسند نشین عرش معلٰی یہی تو ہے
مفتاح قفل گنج فاوحٰی یہی تو ہے

جناب منزل شب اسرٰی یہی تو ہے
خورشید مشرق فتدلّٰی یہی تو ہے

ہمراز قرب ہمدم اوقات خاصہ ہے
ہژدہ ہزار عالم رب کا خلاصہ ہے

سن کر یہ بات بیٹھ گیا وہ زمین پر
تھامی رکاب طائر سدرہ نے دوڑ کر

رونق فزائے دیں ہوئے سلطان بحر و بر
کی عرض پھر براق نے یا سید البشر

محشر کو جب قدم سے مجھے پوش کیجئے
اپنے غلام کو نہ فراموش کیجئے

خیر الورٰی نے دی اسے تسکیں کہا کہ ہاں
خوش خوش وہ سوئے مسجد اقصٰی ہوا دواں

صاحب تحفۂ قادریہ لکھتے ہیں کہ وہ براق خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ اور

اتنا بڑا اور اونچا ہو گیا کہ صاحب معراج کا ہاتھ زین تک اور پاؤں ، رکاب تک نہ پہنچا ۔ ارباب معرفت کے نزدیک اس معاملہ میں عمدہ تر حکمت یہ ہے کہ جس طرح آج کی رات محبوب اپنا دولت وصال سے فرخ فال[1] ہوتا ہے ۔ اسی طرح محبوب کا محبوب بھی نعمت قرب خاص ، اور دولت اختصاص اور ولایت مطلق اور غوثیت برحق اور قطبیت اور اصطفا اور محبوبیت مجد وعلا سے آج مالا مال ہی کر دیا جائے ۔

چنانچہ صاحب منازل اثنا عشریہ "تحفۃ القادریہ" سے لکھتا ہے کہ اس وقت سیدی ، مولائی ، مرشدی وملجائی قطب الاکرم غوث الاعظم ، غیاث الدارین وغوث الثقلین ، قرۃ العین مصطفوی ، نور دیدۂ مرتضوی حسنی الحسینی ، سر وصدیقہ مدنی ، نور الحقیقت والیقین حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰے عنہ کی روح پاک نے حاضر ہو کر گردن نیاز صاحب لولاک کے قدم سراپا اعجاز کے نیچے رکھدی اور اس طرح عرض کیا : بیت

بر سر دیدہ ام بنہ اے مہ نازنیں قدم
تا بود بسر نوشت من فیض قدم ازیں قدم[2]

خواجۂ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گردن غوث اعظم پر قدم رکھ کر براق

---

[1] خوش نصیب ۱۲ [2] اے نازنین میرے سر اور آنکھوں پر قدم رکھئے تاکہ اس قدم کی برکت سے میری تقدیر پر فیضان قدم ہو ۔ ۱۲

پر سوار ہوئے اور اس روح پاک سے استفسار فرمایا کہ تو کون ہے؟
عرض کیا میں آپ کے فرزندان ذریات طیبات سے ہوں اگر آج
نعمت سے کچھ منزلت بخشئے گا تو آپ کے دین کو زندہ کروں گا۔
فرمایا تو محی الدین ہے۔ اور جس طرح میرا قدم تیری گردن پر ہے کل
تیرا قدم کل اولیاء کی گردن پر ہوگا۔ بیت قصیدۂ غوثیہ:-

وکل ولی لہ قدم وانی علی قدم النبی بدر الکمال

پس ان دونوں عبارت کتب سے کون سی عبارت متحقق ہے کس
پر عمل کیا جائے۔ یا دونوں از روئے تحقیق کے درست ہیں۔ رحمۃ اللہ
علیہم اجمعین۔

الجواب

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے وقت
براق کا شوخی کرنا، جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسے تنبیہ فرمانا کہ
اے براق کیا محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ یہ برتاؤ؟ واللہ تجھ پر
کوئی ایسا سوار نہ ہوا جو اللہ عزوجل کے حضور ان سے زیادہ رتبہ رکھتا ہو
اس پر براق کا شرمانا، پسینہ پسینہ ہو کر شوخی سے باز رہنا، پھر حضور پر نور
صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا سوار ہونا یہ مضمون تو ابوداؤد، ترمذی، و
نسائی و ابن حبان و طبرانی و بیہقی وغیرہم اکابر محدثین کی متعدد احادیث

صحاح وحسان وصوالحہ سے ثابت۔ کما بسطا کثرنا۔ للولی الجلال السیوطی قدس سرہٗ فی خصائص الکبریٰ وغیرہ من العلماء الکرام فی تصانیفہم الحسنیٰ! اور اس کا حیلے کے سبب براہ تذلل وانقیاد پست ہو کر زمین سے لپٹ جانا بھی حدیث میں وارد۔

ففی روایۃ عند ابن اسحٰق رفعًا الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فارتعشت حتی لصقت بالارض فاستویت علیہا۔

یعنی حضور پر نور صلوات اللہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب جبریل نے اس سے یہ کہا براق تھرا گیا اور کانپ کر زمین سے چسپاں ہو گیا۔ پس میں اس پر سوار ہو لیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم۔

اور یہ روایت کہ سوال میں تحفۂ قادریہ[1] سے ماثور[2] اس کی اصل بھی حضرات مشائخ کرام قدست اسرارہم میں مذکور۔ شیخ عبد القادر قادری ابن شیخ محی الدین اربلی کتاب "تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر" رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لکھتے ہیں کہ جامع شریعت وحقیقت شیخ رشید بن محمد جنیدی رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب "حرز العاشقین" میں فرماتے ہیں:-

ان لیلۃ المعراج جاء جبریل

یعنی شب معراج جبریل امین علیہ الصلوٰۃ

---

[1] منقول ۱۲

عليه السلام ببراق الى رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم اسرع
من البرق الخاطف الظاهر
ونعل رجله كالهلال الباهر
ومساره كالانجم الظواهر
لم يأخذه السكون والتمكين
ليركب عليه النبي الامين صلى
الله تعالى عليه وسلم فقال له
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
لِمَ لم تسكن يا براق حتى اركب
على ظهرك فقال روحي فداءك
لتراب نعلك يا رسول الله،
اتمنى ان تعاهدني ان لا تركب
يوم القيمة على غيري حين
دخولك الجنة فقال النبي صلى
الله تعالى عليه وسلم يكون لك
ما تمنيت فقال البراق التمس
ان تضرب يدك المباركة على
منجاتي

والسلام خدمت اقدس میں حضور پرنور
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں براق حاضر
لائے کہ چمکتی، اچکنے جانے والی بجلی
سے زیادہ شتاب رو تھا۔ اور اس
کے پاؤں کا نعل آنکھوں میں چکاچوند
ڈالنے والا ہلال اور اس کی کیلیں جیسے
روشن تارے۔ حضور پرنور صلے اللہ
تعالی علیہ وسلم کی سواری کے لئے اسے،
قرار وسکون نہ ہوا۔ سید عالم صلی اللہ
تعالے علیہ وسلم نے اس سے سبب پوچھا
بولا میری جان حضور کی خاک نعل پر
قربان، میری آرزو یہ ہے کہ حضور مجھ
سے وعدہ فرمالیں کہ روز قیامت مجھی
پر سوار ہوکر جنت میں تشریف لے جائیں
حضور صلوات اللہ تعالے وسلامہ علیہ نے
فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ براق نے عرض کی
میں چاہتا ہوں حضور میری گردن پر
دست مبارک لگا دیں کہ وہ روز قیامت

رقبتی لیکون علامة لی یوم القیمة	میرے لئے علامت ہو حضور اقدس صلی
فضرب النبی صلی اللہ تعالی علیہ و	اللہ تعالی علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔ دست
سلم یدہ علی رقبة البراق ۔	اقدس لگتے ہی براق کو وہ فرحت شادمانی
ففرح البراق فرحا حتی لم یسع	ہوئی کہ روح اس مقدار جسم میں نہ سمائی اور
جسدہ روحه ونمی اربعین ذراعا	نہایت طرب سے پھول کر چالیس ہاتھ اونچا
من فرحه وتوقف فی رکوبه	ہوگیا حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
لحکمة خفیة ازلیة فظهرت	کو ایک حکمت نہانی ازلی کے باعث
روح الغوث الاعظم رضی	ایک لحظہ سواری میں توقف ہوا کہ حضور
اللہ تعالی عنه وقال یا سیدی	سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی روح
ضع قدمك علی رقبتی وارکب	مطہر نے حاضر ہو کر عرض کی اے میرے آقا،
فوضع النبی صلی اللہ تعالی علیہ	حضور اپنا قدم پاک میری گردن پر رکھ کر
وسلم قدمه علی رقبته ورکب	سوار ہوں۔ سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
فقال قدمی علی رقبتك	حضور غوث اعظم کی گردن پر قدم رکھ کر
وقدمك علی رقبة	سوار ہوئے۔ اور ارشاد فرمایا "میرا قدم
کل اولیاء اللہ ۔	تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ
	کی گردن پر"۔

اس کے بعد فاضل عبدالقادر اربلی فرماتے ہیں:۔

فایاك ایاك یا اخی ان تكون	یعنی اے برادر بچ اور ڈر اس سے کہ

من المنكرين المتعجبين من
حضور روحه ليلة المعراج
لانه وقع من غيره في تلك
الليلة كما هو ثابت بالاحاديث
الصحيحة كرؤيته صلى الله
تعالى عليه وسلم ارواح الانبياء
في السموت وبلالا في الجنة و
اويسا القرني في مقعد الصدق
وامرأة ابي طلحة في الجنة و
سماعه صلى الله تعالى عليه
وسلم خشخشة الغميصاء بنت
ملحان في الجنة كما ذكرنا قبل
هذا وذكر في حرز العاشقين
وغيره من الكتب ان نبينا صلى
الله تعالى عليه وسلم لقي ليلة
المعراج سيدنا موسى عليه السلام
فقال موسى مرحبا بالنبي الصالح
والاخ الصالح انت قلت علماء امتي

کہیں تو انکار کر بیٹھے اور شب معراج
حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی حاضری پر تعجب کرے کہ یہ امر تو صحیح
حدیثوں میں اوروں کے لئے وارد ہوا
مثلاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے آسمانوں میں ارواح انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام
کو ملاحظہ فرمایا۔ اور جنت میں بلال رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور مقعد صدق میں
اویس قرنی اور بہشت میں زوجۂ ابو
طلحہ کو اور جنت میں غمیصا بنت ملحان
کی پہچل سنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
اور حرز العاشقین وغیرہ کتابوں میں ہے
کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی درخواست سے حضور پرنور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے روح امام غزالی رحمۃ اللہ
علیہ کو حکم حاضری دیا۔ روح امام نے حاضر
ہوکر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام کیا۔
اور عارف اجل شیخ محمد چشتی نے کتاب

كانبياء بني اسرائيل اريد ان
يحضر احد من علماء امتك ليتكلم
معي فاحضر النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم روح الغزالي رحمه الله
تعالى الى موسى عليه السلام (و
ساق القصة ثم قال) وفي كتاب
رفيق الطلاب لاجل العارفين
الشيخ محمد الچشتي نقلا عن شيخ
الشيوخ قال، قال النبي صلى الله
تعالى عليه وسلم اني رايت رجالا
لا من امتي في ليلة المعراج ايدهم
الله تعالى (الى ان قال) وقال الشيخ
نظام الدين الكنجوي كان النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم راكبا على
البراق وغاشيته على كتفي انتهى
وقال عمدة المحدثين الامام
نجم الدين الغيطي في كتاب
المعراج ثم رفع الى سدرة المنتهى

رفیق الطلاب میں حضرت شیخ الشیوخ
قدست اسرارہم سے نقل کیا کہ حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے
شب معراج کچھ لوگ اپنی امت کے
ملاحظہ فرمائے۔
اور شیخ نظام الدین گنجوی رحمہ اللہ
تعالیٰ فرماتے تھے جب حضور پرنور صلوات
اللہ وسلامہ علیہ رونق افروز پشت براق
تھے۔ غاشیہ برداری کی سعادت مجھے حاصل
تھی۔ اور عمدۃ المحدثین امام نجم الدین غیطی
کتاب المعراج میں فرماتے ہیں جب حضور
معلی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہی
تک تشریف لے گئے اس پر ایک ابر
چھایا جس میں ہر قسم کا رنگ تھا جبریل
امین علیہ الصلوٰۃ والسلام پیچھے رہ گئے۔
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام مستوی
پر جلوہ فرما ہوئے وہاں قلموں کے
لکھنے کی آواز.. گوش اقدس میں آئی

فغشیہ سحابۃ فیہا من کل لون
فخر جبریل علیہ السلام ثم
عرج لمستوی سمع فیہ صریف
الاقلام ورأی رجلا مغیبا فی
نور العرش فقال من ھذا أ
ملک قیل لا قال أنبی قیل لا
ھذا رجل کان فی الدنیا لسانہ
رطب من ذکر اللہ تعالیٰ وقلبہ
متعلق بالمساجد ولم یستسب
لوالدیہ قط اھ ما فی التفریج
ملخصا۔

اور ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ نور عرش
میں چھپا ہوا ہے حضور نے دریافت
فرمایا کیا یہ فرشتہ ہے۔ جواب ہوا
نہیں۔ پوچھا کیا نبی ہے۔ کہا نہیں بلکہ
یہ ایک مرد ہے کہ دنیا میں اس کی
زبان یادِ خدا میں تر رہتی اور دل مسجد
میں لگا رہتا۔ کبھی کسی کے ماں باپ
کو برا کہہ کر اپنے والدین کو برا
نہ کہلوایا۔ انتہی۔

یعنی جب معراج میں اتنے لوگوں کی ارواح کا حاضر ہونا احادیث
واقوال علماء و اولیاء سے ثابت تو اقدس حضور پر نور سید الاولیاء غوث
اصفیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری معاذ اللہ کیا جائے تعجب وانکار
ہے۔ بلکہ ایسی حالت میں نہ حاضر ہونا ہی محل استعجاب ہے۔ اک ذرا انصاف
وانداز قدرت قادریت درکار ہے۔

اقول وباللہ التوفیق فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنے رسالہ

سہ غمیصاء بنت ملحان ہی زوجہ ابو طلحہ ہیں۔ فاعلم ذالک ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ۔ بلکہ تعجب

ھدی الحیران فی نفی الفیٔ عن شمس الاکوان میں بعونہ تعالیٰ
ایک فائدہ جلیلہ لکھا کہ مطالب چند قسم ہیں۔ ہر قسم کا مرتبہ جدا۔ اور
مرتبہ کا پایۂ ثبوت علیحدہ۔ اس قسم مطالب کا احادیث میں ظہور نہ ہو
مضر نہیں۔ بلکہ کلمات علماء و مشائخ میں ان کا ذکر کافی۔

امام خاتم المحدثین جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ الشریف نے
"مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء" میں اس روایت کی نسبت
امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پرنور صلوات
اللہ وسلامہ علیہ کے وصال اقدس کے بعد کلام طویل میں حضور کو ہر جملہ
بکلمۂ بابی انت و امی یا رسول اللہ ندا کرکے حضور کے فضائل جلیلہ وخصائص
جمیلہ بیان کئے۔ تحریر فرمایا:۔

لم اجدہ فی شیٔ من کتب الاثر لکن صاحب اقتباس الانوار وابن الحاج فی مدخلہ ذکراہ فی ضمن حدیث طویل وکفی بذالک سندا لمثلہ فانہ لیس مما یتعلق بالاحکام۔

یعنی میں نے یہ روایت کسی کتاب میں نہ پائی مگر صاحب اقتباس الانوار اور امام ابن الحاج نے اپنی مدخل میں اسے ایک حدیث طویل کے ضمن میں ذکر کیا اور ایسی روایات کو اسی قدر سند کفایت کرتی ہے کہ انھیں کچھ باب احکام سے تعلق نہیں۔ انتہیٰ۔

علامہ شہاب الدین خفاجی مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے نسیم الریاض

شرح شفا قاضی عیاض سے نقل کیا اور مقرر رکھا۔

یا بالجملہ روح مقدس کا شب معراج حاضر ہونا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت غوثیت کی گردن مبارک پہ قدم اکرم رکھ کر براق یا عرش پر جلوہ فرمانا، اور سرکار ابد قرار سے فرزند ارجمند کو اس خدمت کے صلہ میں یہ انعام عظیم عطا ہونا، ان میں کوئی امر نہ عقلاً نہ شرعاً مہجور۔ اور کلمات مشائخ میں مسطور و ماثور۔ اور کتب حدیث میں ذکر معدوم، نہ کہ عدم مذکور۔ نہ روایات مشائخ اس طریقہ سندی ظاہری میں محصور۔ اور قدرت قادر وسیع موفور، اور قدر قادری کی بلندی مشہور۔ پھر رد و انکار کیا مقتضائے ادب و شعور۔

اب رہا یہ کہ اس حدیث میں کہ براق برق رفتار زمین سے لپٹ گیا اور اس روایت میں کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گردن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ پہ قدم رکھ کر زیب پشت براق ہوئے بظاہر تنافی ہے۔

اقول اصلاً منافات نہیں۔ بلکہ جب خود اسی روایت میں مذکور کہ براق فرط فرحت سے چالیس ہاتھ اونچا ہوگیا اور پر ظاہر[1] کہ جو مرکب اس قدر بلند ہو وہ کیسا ہی زمین سے ملصق ہو جائے تاہم قامت انسان سے بہت بلند رہے گا۔ اور اس پر سواری کے

---

[1] خوب ظاہر

لے سواری کو جھی نب

لئے ضرور حاجت نردبان ہوگی۔ اب ایک چھوٹے سے جانور نیل ہی کو دیکھئے کہ جب ذرا بلند بالا ہوتا ہے اسے بٹھا کر بھی بے زینہ سواری قدسے دقت رکھتی ہے تو اگر براق بوجہ حیا و تذلل حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سواری کے لئے زمین سے پیٹ گیا ہو اور پھر بھی بوجہ طول ارتفاع، حاجت زینہ ہو جس کے لئے روح سرکار غوثیت مدار رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حاضر ہو کر اپنے مہربان باپ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زیر قدم اکرم اپنا شانۂ مبارک رکھا ہو کیا جائے استعجاب ہے۔ وصلی اللہ تعالٰی علی الحبیب الاکرم واٰلہ وصحبہ اھل الکرم وابنہ الکریم الغوث الاعظم۔ وعلینا بجاھھم وبارک وسلم۔ واللہ سبحٰنہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

لہ سیر ٹھیچا ٹھہ ابتی

مسئلہ دوم

از کٹھور ضلع سورت، اسٹیشن سائن مسجد پب۔

مرسلہ مولوی عبدالحق صاحب۔ ۲۶ رمضان مبارک۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان اقوال کے باب میں:۔

اوّل:۔ ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ شب معراج میں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے عرش علی پر اپنے اوپر سوار کر کے پہنچایا۔ یا کاندھا دے کر اوپر جانے کی معاونت کی یعنی یہ کام اوپر جانے کا براق اور حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے انجام کو نہ پہنچا حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی۔

دوسرے: یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو پیران پیر ہوتے۔

تیسرے:۔ یہ کہ زنبیل ارواح کی عزرائیل علیہ السلام سے حضرت پیران پیر نے ناراض اور غصہ میں ہو کر چھین لی۔

چوتھے:۔ یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو دودھ پلایا۔

پانچویں:۔ اکثر عوام کے عقیدہ میں یہ بات بھی ہوئی ہے کہ حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر سے بھی زیادہ مرتبہ رکھتے ہیں۔

ان اقوال کا کیا حال ہے بمفصّل بیان فرما کر اجر عظیم اور ثواب کریم پاویں۔ اور رفع نزاع بین الفریقین فرمائیں۔

المستفتی: عبدالحق عفا عنہ، کٹھور ضلع سورت (گجرات)

مورخہ ۱۶ ر رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۰ھ

الجواب

اللّٰھم لک الحمد

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کلمات چند مجمل دسودمند گذارش کرے کہ اگرچہ فریقین میں کسی کو پسند نہ آئیں مگر بعونہٖ تعالیٰ حق و انصاف ان سے متجاوز نہیں۔ والحق احق ان یتّبع واللہ الہادی الیٰ صراط مستقیم۔

خلاصہ جواب[2] تھانوی و دیوبند[3]

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بلا دلیل شرعی کسی قول یا فعل کو منسوب کرنا بعض کے نزدیک حرام اور بعض کے نزدیک کفر ہے۔ پس روح مقدس حضرت

(بقیہ صفحہ ۴۳)

---

[1] مفید۔ [2] سائل نے اپنے سوال لکھا تھا اس جواب کا خلاصہ بھی لکھا جو مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے دیا تھا جس پر علماء دیوبند و رامپور کی تصدیقات تھیں۔ [3] قارئین

ب جواب سوال ۲: یہ قول کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتے۔ اگرچہ اپنے مفہوم شرطی پر صحیح و جائز الاطلاق ہے کہ بے شک مرتبہ علیہ رفیعہ حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تلو مرتبہ نبوت ہے۔ خود حضور معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"جو قدم میرے جدّ اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اٹھایا میں نے وہیں قدم رکھا۔ سوا اقدام نبوت کے کہ ان میں غیر نبی کا حصّہ نہیں" ؎

از نبی بر داشتن گام از تو نہادن قدم
غیر اقدام النبوۃ سد ّ شاۃ الختام ؎

اور جواز اطلاق یوں کہ خود حدیث میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم

(بقیہ ص۳ کا)
غوث اعظم پر آپ کا سوار ہو کر عرش پر پہنچنے کی نسبت فعل اور آپ کا فرمانا کہ میرے بعد نبی ہوتا تو پیران پیر ہوتے قول کی نسبت ہے بلا دلیل۔ پس سخت معصیت حرام ہے۔ اور چونکہ منقولین ان امور کے اصرار کرتے اور اس کو مستحسن سمجھتے ہیں پس اصرار علی المعصیۃ قریب کفر اور اس کا استحسان صریح کفر ہے ایسے لوگوں کے ایمان میں کلام اور اشتباہ معلوم ہوتا ہے بلکہ در پردہ اس قصہ میں حضرت غوث اعظم

سلہ یعنی مرتبہ غوثیت مرتبہ نبوت کے پیچھے اور اس کے نیچے ہے سلہ نبی کا کام قدم اٹھانا اور تیرا کام قدم رکھنا ہے علاوہ اقدام نبوت کے کہ وہاں ختم نبوت نے راستہ بند کر دیا ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے وارد۔

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔ — میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

....

رواہ احمد والترمذی والحاکم عن عقبۃ بن عامر والطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

دوسری حدیث میں حضرت ابراہیم صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وارد۔

لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا۔ — اگر ابراہیم جیتے تو صدیق و پیغمبر ہوتے۔

رواہ ابن عساکر عن جابر بن عبد اللہ وعن عبد اللہ بن عباس

(بقیہ ص ۳۹ کا)

کو فضیلت دینا لازم آتا ہے۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، کہ آپ تو وہاں نہ پہنچ سکے اور حضرت غوث صاحب پہنچ گئے۔ اور ان کے ذریعے آپ کی رسائی ہوئی۔ نعوذ باللہ منہ۔ قطع نظر اس سے سدرۃ المنتہیٰ کو اسی لئے سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں کہ وہ منتہیٰ عروج مخلوقات کا ہے۔ پس جس کا عروج اس سے اوپر ثابت بالدلیل ہو مستثنیٰ ہے دوسرے کے عروج کا دعویٰ "رجم بالغیب" جس کی مذمت قرآن مجید میں منصوص ہے۔ اسی طرح یہ اعتقاد کہ زنبیل چھین لی، مخالف نص قرآنی منجر الی الکفر ہے۔ ایسے ہی حضرت عائشہ کا دودھ پلانا اس کی بھی

وعن ابن ابی اوفیٰ والباوردی عن انس بن مالک رضی اللہ

تعالیٰ عنہم۔

علماء نے امام ابو محمد جوینی قدس سرہ کی نسبت کہا ہے کہ اگر اب کوئی

نبی ہو سکتا تو وہ ہوتے۔ امام ابن حجر مکی اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں

فرماتے ہیں:۔

قال فی شرح المھذب نقلاً شرح مہذب میں امام ابو محمد جوینی

کچھ اصل نہیں اول تو حضرت عائشہ کے دو دھ ہی نہ تھا۔ دوسرے دودھ،

مونچھ اور لب اور پیٹ سے پاک ہے۔ یہ چیزیں تو اجسام سے ہیں۔ پھر

دودھ پینے کے کیا معنیٰ۔ اور حضرت ابوبکر سے کسی بھی صحابی کو افضل سمجھنا،

خلاف اجماع امت ہے۔ نہ کہ ایک ولی کو کہ سمت معصیت و بدعت و،

مخالف سنن مشہورہ کے ہے۔ اور یہ قول کہ قدمی علی رقاب اولیاء اللہ

خود حضرت غوث صاحب سے ثقات نے نقل فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت دروغ ہے۔

کتبہ محمد اشرف علی

(۲) فی الواقع یہ اوہام خیالات باطلہ اور جہالات فاسدہ ہیں جو جہال معتقدین

اپنے معتقد علیہ کی نسبت شائع کیا کرتے ہیں نعوذ باللہ من تلک الکفریات و

الھفوات۔ حررہ خلیل احمد (انبیٹھی) مدرس مدرسہ دیوبند۔

(بقیہ ص ۳۲ پر)

منجانب

عن الشیخ الامام المجمع علی جلالتہ وصلاحہ وامامتہ ابی محمد الجوینی الذی قیل فی ترجمتہ لوجاز ان یبعث اللہ فی ھذہ الامۃ نبیا لکان ابا محمد الجوینی۔

سے نقل کرتے ہوئے کہا جن کی جلالت شان، تقویٰ اور سرداری پر اجماع ہو چکا ہے اور جن کے احوال کے بیان میں کہا گیا ہے کہ اگر جائز ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اس امت میں نبی بھیجے تو ابو محمد جوینی نبی ہوتے۔ (مترجم)

مگر ہر حدیث حق ہے ہر حق حدیث نہیں۔ حدیث ماننے، اور حضور اکرم سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت، کرنے کے لئے ثبوت چاہئے۔ بے ثبوت نسبت جائز نہیں۔ اور قول مذکور ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۶: حضرت ام المؤمنین، محبوبۂ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روح اقدس سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پلانا بعض مداحین حضور سے واقعہ خواب

جواب:

---

(۳) جواب صحیح ہے۔ [مہر: رشید احمد] (رشید احمد گنگوہی)

(۴) اصاب من اجاب۔ بندہ عزیز الرحمٰن دیوبندی۔

(۵) اس قسم کے عقائد سراسر مخالف شریعت اور مخرب دین ہیں۔ دین کے مفتریان کے مخالف العبد محمود دیوبندی۔

بیان کرتے ہیں۔ کما رایت فی بعض کتبہم التصریح بذالک۔
اس تقدیر پر تو اصلاً وجہ استبعاد[1] نہیں۔ اور اب اس پر جو کچھ
ایراد کیا گیا سب بے جا و بے محل ہے۔ اور اگر بیداری ہی میں مانا
جاتا ہو تاہم بلا شبہ عقلاً اور شرعاً جائز اور اس میں درایۃً کوئی استحالہ[2]
در کنار استبعاد بھی نہیں۔ ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر[3]
نہ ظاہر میں ام المومنین کے پاس تشریف ہونا کچھ اس کے منافی کہ امور
خارقہ للعادۃ[4] اسباب ظاہرہ پر موقوف نہیں۔ نہ روح عام متکلمین کے
نزدیک مجردات سے ہے۔ اور فی نفسہا مادیہ نہ سہی تاہم مادہ سے اس
کا تعلق بدیہی، نہ جسم جسم شہادت میں منحصر، جسم مثالی بھی کوئی چیز ہے کہ ہزار ہا
احادیث برزخیہ وغیرہ اس پر گواہ۔[5] کیف ما کان۔ شک نہیں کہ روح مقدس
کی طرف نصوص متواترہ میں نزول و صعود و وضع و تمکن وغیرہ اعراض جسم و

رامپور (۱) بلا شبہ ان امور کا ثبوت کسی دلیل معقول مقبول سے نہیں ہے پس
شناعت افترا کے سوا بہت قباحتیں اس پر لازم آتی ہیں۔ لہٰذا احتراز ایسے خیالات
سے ضرور ہے۔ واللہ سبحانہٗ موفق۔

ارشاد حسین احمدی

ذالک کذالک — حامد حسین

ہذا ہو الحق — ریاست علی خان۔

محمد عنایت اللہ

گوہر علی۔

---

۱ دور از قیاس ۲ محال ہونا ۳ بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے ۴ عادت کے خلاف (کرامات) ۵ وہ احادیث جو احوال برزخ پر مشتمل ہیں ان میں جسم مثالی کا بکثرت ذکر آیا ہے۔ لہٰذا وہ احادیث جسم مثالی کے وجود پر گواہ ہیں۔ یعنی اہلسنت کے

(بقیہ صفحہ ۴۳ پر)

نجات

جسمانیات قطعاً منسوب اور وہ نسبتیں اہل حق کے نزدیک ظاہر پر محمول۔ یالیت شعری جب ارواح شہدا کا میوہ ہائے جنت کھانا ثابت۔

الترمذی عن کعب بن مالک قال، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ارواح الشہداء فی طیر خضر تعلق من ثمر الجنۃ

ترمذی نے کعب بن مالک سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک شہدا کی روحیں سبز پرندوں میں ہیں جو جنت کے پھلوں سے متعلق ہیں۔ (مترجم)

بلکہ دوسری روایت میں ارواح عام مومنین کے لئے یہی ارشاد۔

الامام احمد عن الامام الشافعی عن الامام مالک عن الزہری عن عبد الرحمٰن بن کعب بن مالک عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نسمۃ المؤمن طائر یعلق فی شجر الجنۃ حتی یرجعہ اللہ

امام احمد نے امام شافعی سے انھوں نے امام مالک سے انھوں نے امام زہری سے انھوں نے عبد الرحمٰن بن کعب بن مالک سے انھوں نے اپنے باپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا مومن کی روح بشکل پرند جنت کے درخت میں لٹکی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اسے

(بقیہ ف۲۲ کا) نزدیک اپنے ظاہری معنی پر ہیں کوئی تاویل نہیں کی گئی ہے متکلمین علماء کا وہ گروہ جو اسلامی عقائد کو عقلی دلائل سے ثابت کرتا ہے۔ ۱۲

تعالیٰ فی جسدہ یوم یبعثہ۔ قیامت کے دن جسم کی طرف لوٹائے۔ (مترجم)

تو دودھ پلانے میں کیا استحالہ ہے۔ حال روح بعد فراق وپیش از تعلق میں فارق کیا ہے[1]۔ آخر حضرت ابراہیم علی ابیہ الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے صحیح حدیث ہے کہ:

"جنت میں دو دایہ ان کی مدت رضاعت پوری کرتی ہیں۔"

رواہ احمد ومسلم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان ابراھیم ابنی وانہ مات فی الثدی وان لہ ظئرین یکملان رضاعہ فی الجنۃ۔ بیشک ابراہیم میرا بیٹا ہے اور شیر خوارگی کے زمانے میں اس کا انتقال ہوا جنت میں اس کے لئے دودھ پلانے والیاں ہیں۔ جو اس کی مدت رضاعت کو پورا کریں گی۔ (مترجم)

بایں ہمہ یہ باتیں نافی استحالہ ہیں[2] نہ مثبت وقوع۔ قول بالوقوع تا وقتیکہ نقل ثابت نہ ہو جزاف وبے اصل ہے[3]۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سؤال ۳: زنبیل[4] ارواح جھین لینا خرافات مخترعہ جہال سے ہے۔

---

[1] روح کے جسم سے جدا ہونے کے بعد کی حالت اور جسم سے متعلق ہونے سے پہلے کی حالت میں کوئی فرق نہیں۔ [2] یعنی ان دلائل سے استحالہ کی نفی ہوتی ہے لیکن اس کا واقع ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ [3] من گھڑت جھوٹ، فریب، بیہودہ۔

[4] روحوں کا تھیلا۔ تنبیہ جناب کا انکار یہ طرز ادا ہے۔ ورنہ ممکن کہ سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ روحیں بارالٰہی قبض فرمائی ہوں۔ اور حضور غوث اعظم (بقیہ ص ۴۰ پر)

سیدنا عزرائیل علیہ السلام رسل ملائکہ سے ہیں اور رسل ملائکہ اولیائے بشر سے بالاجماع افضل، مسلمان کو ایسے اباطیل واہیہ سے احتراز لازم۔ واللہ الہادی

(بقیہ ص ۳۵) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے باذن الٰہی پھر اپنے اجسام کی طرف پلٹ آئی ہوں۔ کہ احیاء مردہ حضور پرنور و دیگر محبوبان خدا سے ایسا ثابت ہے جس کے انکار کی گنجائش نہیں یوں ہی ممکن کہ حضرت ملک الموت نے بنظر صحائف محو و اثبات قبض بعض ارواح شروع کیا اور علم الٰہی میں قضائے ابرام نہ پایا تھا برکت دعائے محبوب قبض سے باز رکھے گئے ہوں۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب "لواقح الانوار" میں حالات حضرت سیدی شیخ محمد شربینی قدس سرہما لکھتے ہیں:-

لما ضعف ولدہ احمد واشرف علی الموت وحضر عزرائیل لقبض روحہ قال لہ الشیخ ارجع الی ربک فراجعہ فان الامر نسخ فرجع عزرائیل وشفی احمد من تلک الضعفۃ وعاش بعدھا ثلٰثین عامًا۔

یعنی ان کے صاحبزادے احمد ناتواں ہو کر قریب مرگ ہوئے اور حضرت عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی روح قبض کرنے آئے حضرت شیخ نے ان سے گذارش کی کہ اپنے رب کی طرف واپس جائیے اس سے پوچھیے کہ حکم موت منسوخ ہو چکا ہے عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام پلٹ گئے۔ صاحبزادے نے شفا پائی اور اسکے بعد تیس برس زندہ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ۔

٭ ٭ ٭

جواب سوال ۵:۔ یوں ہی جس کا عقیدہ ہو کہ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت جناب افضل الاولیاء المحمدیین، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل یا ان کے ہمسر ہیں گمراہ بد مذہب ہے۔ سبحٰن اللہ اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضور صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت امام الاولیاء، مرجع العرفاء، امیر المومنین، مولی المسلمین سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ سے بھی اکرم و افضل، واتم و اکمل ہیں۔ جو اس کا خلاف کرے اسے بدعتی، شیعی، رافضی مانتے ہیں۔ نہ کہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفضیل دینی۔ کہ معاذ اللہ انکار آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ و خرق اجماع امت مرحومہ ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ مسکین اپنے زعم میں سمجھا کہ میں نے حق محبت حضور پر نور سلطانِ غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادا کیا کہ حضور کو ملک مقرب پر غالب یا افضل الصحابہ سے افضل بتایا۔ حالانکہ ان بیہودہ کلمات سے پہلے بیزار ہونے والے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ و باللہ التوفیق۔

جواب سوال ۶:۔ رہا شب معراج میں روح پر فتوح حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حاضر ہو کر پائے اقدس حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نیچے گردن رکھنا اور وقت رکوب براق یا صعود عرش زینہ بننا شرعاً و عقلاً اس میں بھی کوئی استحالہ نہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ اگر منتہائے عروج ہے تو باعتبار (جسم) نہ کر بنظر اروا ح عروج روحانی ہزاروں اکابر اولیاء کو عرش بلکہ ما فوق العرش تک ثابت واقع جس کا انکار نہ کرے گا مگر علوم اولیاء کا منکر۔ بلکہ با وضو سونے والے کے لئے حدیث میں وارد کہ اس کی روح عرش تک بلند کی جاتی ہے۔ ایسا ہی سجدہ میں سوجانے والے کے حق میں آیا۔ نہ اس قصہ میں معاذ اللہ بڑے تفضیل یا ہمسری حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کے لئے نکلتی ہے نہ اس کی عبارت یا اشارت سے کوئی ذہن سلیم اس طرف جاسکتا ہے۔

کیا عجب سواری براق سے بھی یہی معنٰی تراشے جائیں کہ یہ اوپر جانے کا کام حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے انجام کو نہ پہنچا۔ براق نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی تو در پردہ اسمیں براق کو فضیلت دینا لازم آتا ہے۔ کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنفس نفیس تو نہ پہنچ سکے اور براق پہنچ گیا اس کے ذریعہ سے حضور کی رسائی ہوئی۔

یا ہذا خدمت کے افعال جو بنظر تعظیم واجلال سلاطین بجا لائے جاتے ہیں کیا ان کے یہ معنٰی ہوتے ہیں کہ بادشاہ ان امور میں عاجز اور ہمارا محتاج ہے۔ علاوہ بریں کسی بلندی پر جانے کے لئے زینہ بننے سے

لہ سوار ہونا ۔ ٢ہ چڑھنا۔

یکیوں کر مفہوم کہ زینہ بننے والا خود بے زینہ وصول پر قادر. نردبان ہی

تو دیکھیں کہ زینہ صعود ہے اور خود اصلاً صعود پر قادر نہیں۔

فرض کیجئے کہ اگر ہنگام بت شکنی حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ

وجہہ کی عرض قبول فرمائی جاتی ۔ اور حضور پر نور افضل صلوات اللہ واکمل تسلیماتہ

علیہ وعلیٰ آلہ، ان کے دوش مبارک پر قدم اکرم رکھ کر بت گراتے تو کیا

اس کا یہ مفاد ہوتا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو معاذ اللہ اس

کام میں عاجز اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ قادر تھے۔

غرض ایسے معنی محال نہ ہرگز عبارت قصہ سے مستفاد نہ اس کے

قائلین بیچاروں کی مراد ۔ واللہ الہادی الیٰ سبیل الرشاد ۔

یہ بیان ابطال، استحالہ واثبات صحت[1] بمعنی امکان کے متعلق تھا۔

رہا اس روایت کے متعلق بقیہ کلام وہ فقیر غفر اللہ تعالےٰ لہ کے مجلد

دوم " العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ " کتاب مسائل

شتے میں مذکور کہ یہ سوال پہلے بھی اجین سے آیا. اور اس کا جواب

قدرے مفصل دیا گیا تھا۔

خلاصۂ مقصد

اس کا مع بعض زیادات جدیدہ یہ کہ اس کی اصل کلمات بعض

[1] یعنی مذکورہ بالا بحث سے ثابت ہوا کہ امور مذکورہ فی السوال محال نہیں ہیں بلکہ ممکن ہیں ۱۲

مشائخ میں مسطور اور اس میں عقلی و شرعی کوئی استحالہ نہیں۔ بلکہ احادیث و اقوال اولیاء و علماء میں متعدد بندگان خدا کے لئے ایسا حضور روحانی وارد۔

۱، ۲۔ مسلم اپنی صحیح اور ابو داؤد طیالسی مسند میں جابر بن عبداللہ انصاری اور عبد بن حمید بسند حسن، انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

دخلت الجنۃ فسمعت خشفۃ فقلت ما ھٰذہ قالوا ھٰذا بلالٌ ثمّ دخلت الجنۃ فسمعت خشفۃ فقلت ما ھٰذہ قالوا ھٰذہ الغمیصاءُ بنت ملحان۔

میں جب جنت میں داخل ہوا تو ایک پہچل سنی۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے ملائکہ نے عرض کی یہ بلال ہیں پھر تشریف لے گیا پہچل سنی۔ پوچھا کہا غمیصا بنت ملحان،

یعنی ام سلیم مادر انس رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔ ان کا انتقال خلافت امیر المومنین عثمٰن رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں ہوا۔ کما ذکرہ الحافظ فی التقریب۔

۳۔ امام احمد ابو یعلی بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباس اور

۴۔ طبرانی کبیر اور ابن عدی کامل میں بسند حسن ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

۵ م

دخلت الجنۃ فسمعت فی جانبھا وجسا فقلت یاجبریل ماھذا؟ قال ھذا بلال المؤذن۔ | میں شب معراج جنت میں تشریف لے گیا اس کے گوشہ میں ایک آواز زرا سنی۔ پوچھا اے جبریل یہ کیا ہے عرض کی یہ بلال مؤذن ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۵ ۔ امام احمد و مسلم و نسائی۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

دخلت الجنۃ فسمعت خشفۃ بین یدی فقلت ماھذہ الخشفۃ فقیل الغمیصاء بنت ملحان" | میں بہشت میں رونق افروز ہوا۔ اپنے آگے ایک کھٹکا سنا پوچھا یہ کیا ہے عرض کی گئی غمیصاء بنت ملحان"

۶ ۔ امام احمد و نسائی و حاکم باسانید صحیحہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی۔ حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

دخلت الجنۃ فسمعت فیھا قراءۃ فقلت من ھذا قالوا حارثۃ بن نعمان کذٰلکم البر کذا لکم البر | میں بہشت میں جلوہ فرما ہوا۔ وہاں قرآن پڑھنے کی آواز آئی۔ پوچھا یہ کون ہے؟ عرض کی حارثہ بن نعمان نیکی ایسی ہی ہوتی ہے نیکی ایسی ہی ہوتی ہے

یہ حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں راہی جناں ہوئے۔ قالہ ابن سعد فی الطبقات ذکرہ الحافظ فی الاصابة۔

۷۔ ابن سعد طبقات میں ابوبکر عدوی سے مرسلاً راوی حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

دخلت الجنة فسمعت نحمة من نعیم۔ | میں جنت میں تشریف فرما ہوا نعیم کی کھکارسنی۔

یہ نعیم بن عبد اللہ عدوی معروف بہ نحام (اکراسی حدیث کی وجہ سے ان کا یہ عرف قرار پایا) خلافت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔ کما ذکرہ موسیٰ بن عقبہ فی المغازی عن الزہری وکذا قالہ ابن اسحٰق ومصعب الزبیری وآخرون کما فی الاصابة۔

سبحٰن اللہ جب احادیث صحیحہ سے احیائے عالم شہادت کا حضور ثابت تو عالم ارواح سے بعض ارواح قدسیہ کا حضور کیا دور۔

امام ابوبکر ابن ابی الدنیا ابوالمخارق سے مرسلاً راوی حضور پرنور صلوات اللہ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں:۔

مررت لیلة اسری بی رجل مغیب فی نور العرش | یعنی شب اسریٰ میرا گزر ایک مرد پر ہوا کہ عرش کے نور میں غائب تھا

...لت من هٰذا۔ املك۔ قيل	میں نے فرمایا یہ کون ہے۔ کوئی فرشتہ
...قلت نبی۔ قيل لا۔ قلت	ہے۔ عرض کی گئی نہ۔ میں نے فرمایا۔
...ن هو۔ قال هٰذا رجل	نبی ہے۔ عرض کی گئی نہ۔ میں نے فرمایا
...كان فی الدنيا لسانه رطب	کون ہے۔ عرض کرنے والے نے جواب
...من ذكر الله تعالٰی۔ وقلبه	دیا۔ یہ ایک مرد ہے کہ دنیا میں اس
...معلق بالمساجد ولم يستسب	کی زبان یاد الٰہی سے ترتھی۔ اور
...لوالديه قط	دل مسجدوں سے لگا ہوا۔ (اور اس
	نے کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر)
	کبھی اپنے ماں باپ کو برا نہ کہلوایا۔

ثم اقول و بالله التوفیق۔ کیوں راہ دور سے مقصد قرب نشاں دیجئے۔ فیض قادریت جوش پر ہے۔ بحر حدیث سے خاص گوہر مراد حاصل کیجئے۔

حدیث مرفوع مروی کتب مشہورہ ائمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ مع اپنے تمام مریدین و اصحاب و غلامان بارگاہ آسمان قباب کے شب اسریٰ اپنے مہربان آباپ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس کے ہمراہ بیت المعمور میں گئے۔ وہاں حضور پرنور کے پیچھے نماز پڑھی حضور کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

اب ناظر غیر وسیع النظر متعجبانہ پوچھے گا کہ یہ کیوں کر۔
ہم سے سنئے :۔ واللہ الموفق ۔

ابن جریر و ابن ابی حاتم و بزار و ابو یعلےٰ و ابن مردویہ و
بیہقی و ابن عساکر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
حدیث طویل معراج میں راوی حضور اقدس ، سرور عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ثم صعدت الی السماء السابعۃ فاذا انا بابراھیم الخلیل مسند ظھرہ الی البیت المعمور (فذکر الحدیث الی ان قال) واذا بامتی شطرین ، شطر علیھم ثیاب بیض کانھا القراطیس و شطر علیھم ثیاب رمد فدخلت البیت المعمور ودخل معی الذین علیھم الثیاب البیض وحجب الاخرون الذین علیھم

پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گیا۔ ناگاہ وہاں ابراہیم خلیل اللہ کے بیت المعمور سے پیٹھ لگائے تشریف فرما ہیں۔ اور ناگاہ اپنی امت دو قسم پائی۔ ایک قسم کے سپید کپڑے ہیں کاغذ کی طرح۔ اور دوسری قسم کا خاکستری لباس میں بیت المعمور کے اندر تشریف لے گیا۔ اور میرے ساتھ سپید پوش بھی گئے۔ میلے کپڑے والے روکے گئے مگر ہیں وہ بھی خیر و خوبی پر۔ پھر میں نے اور میرے ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المعمور

ثیاب رمد وھم معلی | میں نماز پڑھی۔ پھر میں اور میرے
خیر فضلیت انا ومن معی | ساتھ والے باہر آگئے۔
من المومنین فی البیت المعمور |
ثم خرجت انا ومن معی الحدیث |

ظاہر ہے کہ جب ساری امت مرحومہ بفضلہٖ عزوجل شرف باریاب سے مشرف ہوئی۔ یہاں تک کہ میلے لباس والے بھی۔ تو حضور غوث الورٰی اور حضور کے منتسبان باصفا تو بلاشبہ ان اجلی پوشاک والوں میں ہیں جنھوں نے حضور رحمت عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المعمور میں جاکر نماز پڑھی۔ فالحمد للہ رب العٰلمین۔ اب کہاں گئے وہ جاہلانہ استبعاد، کہ آجکل کے کم علم مفتیوں کے سد راہ ہوئے۔ اور جب یہاں تک بحمداللہ ثابت تو معاملہ قدم میں کیا وجہ انکار ہے۔ کہ قول شاغ کو خواہی نخواہی رد کیا جائے۔ ہاں سند محدثانہ نہیں پھر نہ ہو ایسی جگہ اسی قدر بس ہے۔ سند معنعن کی حاجت نہیں۔ کما بیناہ فی رسالتنا۔ "ھدی الحیران فی نفی الفیٔ عن شمس الاکوان"

(مصنفہ ۱۲۹۹)

امام جلال الدین سیوطی مناھل الصفا فی تخریج احادیث الشفا میں مرثیہ امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

بابی انت وامی یارسول اللہ کی نسبت فرماتے ہیں لم اجد ہ فی شیء من کتب الاثر (الی قولہ) بالاحکام۔ اور یہ تو کس سے کہا جائے کہ حضرات مشائخ کرام قدست اسرارہم کے علوم اسی طریقہ سند ظاہری حدثنا فلان عن فلان میں منحصر نہیں وہاں ہزار ہا ابواب وسیعہ واسباب رفیعہ ہیں کہ اس طریقۂ ظاہرہ کی وسعت ان میں کسی کے ہزارویں حصہ تک نہیں۔ تو صرف اپنے طریقہ سے نہ پانے کو ان کی تکذیب کی حجت جاننا کیسی ناانصافی ہے۔

انسان کی سعادت کبریٰ ان مدارج عالیہ ومعارک غالیہ تک وصول ہے۔ ورنہ تصدیق اور اس کی بھی توفیق نہ ملے تو کیا درجہ تسلیم نہ کہ معاذ اللہ انکار وتکذیب کہ سخت مہلکۂ ہائلہ ہے۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔

جیسے آجکل ایک بحرینی بے بہرہ نے رسالہ لباب المعانی سیاہ کرکے مصر میں چھپوایا اور صرف اس پر کہ حضرت امام عارف باللہ، ثقہ حجت، فقیہہ، محدث، امام القرا سیدی ابوالحسن علی نورالملۃ والدین شطنوفی قدس سرہٗ الصافی نے کتاب بہجۃ الاسرار شریف میں باسانید صحیحہ حضرت امام اجل سیدی احمد رفاعی قدس سرہ الرفیع پر حضور پرنور سیدالاولیا حضرت غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفضیل روایت فرمائی۔ نہ صرف اس امام جلیل وکتاب جلیل بلکہ ،،

ھاک بدین گستاخ جناب اقدس میں کوئی دقیقہ بے ادبی اٹھا نہ رکھا
نعوذ باللہ من الخذلان۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ القادر
المستعان۔
یہ لباب عجاب اول تا آخر جہالات فاضحہ و خرافات واضحہ کا
لباب ہے۔ بکثرت مسائل سے نام فرصت عنقا نہ ہوتا تو فقیر اس کا رد
لکھ دیتا۔ مگر الحمد للہ نار باطل خود منطفی ہے۔ اور ہمارے بلاد میں
اس کا شریک منتفی۔ فلاحاجۃ الی اشاعۃ خرافاتہ وبحلی
وجہ الرد۔
بالجملہ روایت نہ عقلاً دور نہ شرعاً مہجور۔ اور کلمات
مشائخ میں مسطور وماثور۔ اور کتب احادیث میں ذکر معدوم نہ کر
عدم مذکور۔ نہ روایت مشائخ اس طریقہ سند ظاہری میں محصور۔
اور قدرت وسیع وموفور اور قدر قادری کی بلندی مشہور پھر
رد و انکار کیا مقتضائے ادب و شعور۔ والحمد للہ العزیز الغفور
واللہ سبحٰنہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ ثانیہ

مسئولہ مولوی نور محمد صاحب کانپوری۔ ملازم کارخانہ میل کاٹ واقع ریوان۔ ۹ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ

ماقولکم یا علماء الملۃ۔ النسمۃ البیضاء ومغلق الشریعۃ الغراء فی ہٰذہ۔

مولود غلام امام شہید صفحہ ۵۹ سطر ۱۱ میں لکھا ہے کہ:۔

شب معراج میں حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی روح پاک نے حاضر ہو کر گردن نیاز، صاحب لولاک کے قدم سراپا اعجاز کے نیچے رکھدی۔ اور خواجۂ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، گردن غوث اعظم پر قدم مبارک رکھ کر براق پر سوار ہوئے۔ اور اس روح پاک سے استفسار فرمایا کہ تو کون ہے۔ عرض کیا میں آپ کے فرزندوں اور ذریات طیبات سے ہوں۔ اگر آج اس نعمت سے کچھ منزلت بخشیئے گا تو آپ کے دین کو زندہ کروں گا۔

فرمایا کہ "تو محی الدین ہے اور جس طرح میرا قدم تیری گردن پر ہے،

اسی طرح کل تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا۔ اور اس روایت کی دلیل یہ لکھی ہے کہ صاحب منازل اثنا عشریہ بھی تحفۃ القادریہ سے لکھتے ہیں:۔

اسی کتاب کے صفحہ ۵۰ سطرہ میں مرقوم ہے کہ خواجۂ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوکر سوار ہونے لگے۔ براق نے شوخی شروع کی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ کیا بے حرمتی ہے۔ تو نہیں جانتا کہ تیرا راکب کون ہے؟ خلاصہ ہیجدہ ہزار عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ براق نے کہا۔ اے امین وحی الٰہی تم اس وقت خفگی مت کرو۔ مجھے رسول مقبول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں ایک التماس ہے۔ فرمایا بیان کرو۔ عرض کیا آج میں دولت زیارت سے مشرف ہوں، کل قیامت کے دن مجھ سے بہتر براق آپ کی سواری کے واسطے آئیں گے۔ امیدوار ہوں کہ حضور سوائے میرے اور کسی براق کو پسند نہ فرمائیں۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے التجا اس کی قبول فرمائی۔

صاحب تحفۃ القادریہ لکھتے ہیں کہ وہ براق خوشی سے پھولا نہ سمایا اور اتنا بڑھا اور اونچا ہوا کہ صاحب معراج کا ہاتھ زین تک اور پاؤں رکاب تک نہ پہونچا۔

پس استفسار اس امر کا ہے کہ آیا یہ روایت صحاح ستہ وغیرہ

احادیث و شفائے قاضی عیاض وغیرہ کتب معتبرہ فن سیر میں مو[illegible]
ہے یا نہ۔ بیان کافی و شافی بالاسانید من المعتبرات المعتمدات
بالبسط والتفصیل۔ جزاکم اللہ خیرا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

کتب احادیث و سیر میں اس روایت کا نشان نہیں۔ رد[illegible]
غلام امام شہید محض نامعتبر بلکہ صریح اباطیل و موضوعات پر مشتمل ہے
منازل اثنا عشریہ کوئی کتاب فقیر کی نظر سے نہ گذری۔ نہ کہیں اس
کا تذکرہ دیکھا۔

"تحفۂ قادریہ شریف" اعلیٰ درجہ کی مستند کتاب ہے۔ میں اس
کے مطالعۂ بالاستیعاب سے بارہا مشرف ہوا۔ جو نسخہ میرے پاس [illegible]
یا اور جو میری نظر سے گذرا ان میں یہ روایت اصلاً نہیں۔ بایں ہمہ اس
زمانہ کے مفتیان جہول، مخطیان عفول نے جو اس کا بطلان یوں ثابت
کرنا چاہا کہ سدرۃ المنتہیٰ سے بالا عروج کیسا؟ اور اس میں معاذ اللہ
حضور اقدس و انور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حضور پر نور غوث اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفضیل نکلتی ہے۔ یہ محض تعصب و جہالت ہے
جس کا رد فقیر نے ایک مفصل فتویٰ میں سترہ سال ہوئے کیا۔ جب کہ
۱۶ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ کٹھور ضلع سورت سے ایک سوال
آیا تھا۔

ص

فاضل عبد القادر قادری ابن شیخ محی الدین اربلی نے کتاب
تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر" رضی اللہ تعالٰی عنہ میں یہ
روایت لکھی ہے اور اسے جامع شریعت وحقیقت شیخ رشید بن محمد
جنیدی رحمہ اللہ کی کتاب "حرز العاشقین" سے نقل کیا۔ اور
ایسے امور میں اتنی ہی سند بس ہے۔
اس کا بیان فقیر کے دوسرے فتوے میں ہے جس کا سوال
۱۲ ربیع الآخر شریف سنہ ۱۳۱۰ھ کو اجین سے آیا تھا۔ وباللہ التوفیق۔
وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ